REGD NO P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۷؍۲۸ جون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۰ جون کی اطلاع مظہر تھی کہ کل حضور کی طبیعت خفیف سے ہائی بلڈ پریشر اور دوران سر کی وجہ سے ناساز رہی۔ اس کے بعد مورخہ ۲۲ جون کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

اخبار الفضل میں حضور انور کی طرف سے اپنے عرب بھائیوں کی امداد کے لئے دل کھول کر عطیات دینے کی تحریک بھی شائع ہوئی ہے اور دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو ارض فلسطین میں از سر نو سربلند اور غالب فرماوے۔ آمین۔

قادیان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں۔

— الحمدللہ —

۲۹ احسان ۱۳۴۶ ھش | ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۷ ھ | ۲۹ جون ۱۹۶۷ء

قادیان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروقار جلسہ

سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر علماء کرام کی ایمان افروز تقاریر!

رپورٹ مرتبہ: مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی۔ اے قادیان

قادیان دار الامان ۱۱ جون۔
آج مسجد اقصیٰ میں زیر اہتمام لوکل انجمن احمدیہ قادیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی آٹھ بجے صبح زیر صدارت حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قرآن مجید کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ جو عزیز نصیر احمد صاحب خادم نے کی پھر عزیز محمد انعام صاحب غوری نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعتیہ کلام

"بدرگاہِ ذی شانِ خیر الانام"

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ و سادہ زندگی"

کے عنوان پر تقریر کی۔ سب سے پہلے آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب اور ساری دنیا کی ابتر حالت کا نقشہ تفصیل سے بیان کیا اور بتایا کہ عرب قوم میں بے انتہا اخلاقی گراوٹ آچکی تھی یہ لوگ اپنی حیا سوزی۔ بدکاری۔ خودسری بغاوت اور سرکشی پر فخر کیا کرتے تھے۔ عرب سے باہر کی دنیا کا بھی یہی حال تھا۔ اور قرآنی الفاظ میں ظھر الفساد فی البر والبحر کا دور دورہ تھا۔ ایسے وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف دوروں کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مقرر نے حضورؐ کے بچپن کی پاکیزہ زندگی کے متعلق آپؐ کے چچا ابو طالب کی گواہی بیان کی کہ کس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ سے پرہیز کرتے تھے اور کوئی جاہلیت کی بات آپ میں پائی نہ جاتی تھی۔ پھر جوانی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ابو جہل کی گواہی کا ذکر کیا کہ اس نے بھی یہی کہا کہ ہم نے آپ سے سوائے سچائی کے اور کچھ نہیں سُنا۔ اس ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی کی گواہی بھی تفصیل سے بیان کی کہ آپ دنیا سے معدوم اخلاق کو قائم کرنے والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنوں بیگانوں اور دشمنوں تک نے گواہی دی کہ عشق محمد ربہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب پر عاشق ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین گویا آپ کا جینا۔ مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تھا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی میں سے حضور کا توکل علی اللہ۔ غیرت دینی عدل و انصاف۔ سخاوت اور سادگی کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے کئی ایمان افروز واقعات بطور مثال بیان کئے۔

دوسری تقریر مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ نے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مخالفوں سے سلوک"

کے عنوان پر کی۔ جس میں موصوف نے دنیاوی بادشاہوں اور دوسرے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ کس طرح وہ اپنے مخالفوں کو تباہ و برباد اور ذلیل کر دیتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں کے لئے ہدایت کی دعا فرماتے اور اس کے لئے طرح طرح کے مجاہدات بجا لاتے یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخالفین کے منصوبوں اور طرح طرح کی ایذا رسانیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے نظیر تعلیم پر روشنی ڈالی کہ سرسبز کھیتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہ اُٹھایا جائے اور اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اسوۂ حسنہ کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور تلقین کی کہ ہم احمدیوں کو بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد عزیز ظہیر احمد خادم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم

"ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے"

سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے اور پھر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری نے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلیم و تربیت اولاد"

کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی سب کے لئے ایک کامل نمونہ ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی براہ راست تربیت کے ماتحت تھے اور دوسروں کے لئے آپ بہترین مربی بنے۔ تربیت اولاد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فاضل مقرر نے بیان کیا کہ آج کے بچے کل جوان ہو کر قوم کی باگ ڈور سنبھالنے والے ہیں۔ اس لئے اُن کی تربیت بہت ضروری ہے۔ اسی ضمن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بچوں کی تربیت کے متعلق ان کے کھانا کھاتے وقت اور السلام علیکم کہنے اور سات سال کی عمر سے نماز شروع کرانے اور

(باقی صفحہ نمبر ۶ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۲۹؍جون ۱۹۶۷ء

انسان اور مذہب

(۱)

موجودہ زمانہ میں سائنس کی محیر العقول ترقی نے جہاں انسان کی طرزِ معاشرت کو یکسر بدل دیا ہے وہاں اس کے اندازِ فکر پر بھی گہرے رنگ میں اثر ڈالا ہے۔ مذہب جسے ایک لمبے زمانہ سے انسانی معاشرہ کا ایک اہم جزو سمجھا جاتا تھا۔ مادیت کے تند سیلاب نے نہ صرف یہ کہ اس کی مضبوط دیواروں کو متزلزل کر دیا ہے بلکہ نوعِ انسان کی ایک بڑی تعداد مذہب سے بیزار ہو کر علانیہ طور پر اس کی افادی حیثیت کو چیلنج کر رہی ہے۔

آج کا انسان مادی ترقی میں بہت آگے نکل گیا ہے وہ فضاؤں میں اُڑ رہا ہے۔ چاند ستاروں تک پہنچنے کے لئے بے قرار ہے سمندر کی گہرائیوں کو ٹٹول رہا ہے۔ زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے خزانوں سے مالا مال ہو رہا ہے۔ لگاتار محنت اور مشقت کے سبب اس نے بیشمار مشکل گھاٹیوں کو عبور کر لیا۔ دور دراز کے فاصلوں کو ختم کر دیا۔ ہوا اور پانی پر اپنا تسلط جما لیا اور اس نے ایسے ایسے کام کئے کہ پہلے لوگوں کے وہم و گمان بھی ان تک نہ پہنچ سکے ہوں گے ....!! مگر تعجب کا مقام ہے کہ کائناتِ عالم کے راز ہائے سربستہ کی کھوج کے لئے نکلنے والا انسان اپنے نفس کو پہچاننے سے آج بھی اتنا ہی دور ہے جتنا کہ مغرب سے مشرق!! وہ صحیح طور پر نہیں جانتا کہ انسان کیا ہے؟ اس کی اس زندگی کا کیا مقصد ہے؟ انسانیت کسے کہتے ہیں؟ انسانیت اس سے کیا کچھ مطالبہ کرتی ہے؟

اگر اس نے اس حقیقت کو پہچان لیا ہوتا تو یہ بارونق دنیا آج تباہی و بربادی کے ایک خطرناک آتش فشاں پر نہ بیٹھی ہوتی۔ اور امن کے نام پر لیبارٹریوں میں نوعِ انسان کو نیست و نابود کرنے کے مہلک ہتھیار ہرگز تیار نہ ہو رہے ہوتے!!

اس لئے آؤ ان باتوں پر غور کریں۔ جو انسان کے لئے سرتاسر فائدہ مند اور انسانیت کو چار چاند لگا دینے والی ہیں۔ اور دیکھیں کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے ایک انسان کس طرح خود اپنے لئے اور اپنے ہم جنسوں کے لئے مفید اور نفع رساں وجود بن سکتا ہے نیز دیکھیں کہ انسان کیا ہے؟ انسانیت اس سے کیا تقاضا کرتی ہے۔ ساتھ کے ساتھ اس بات کو بھی معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ مذہب کا انسانی زندگی کے ساتھ کس قدر گہرا تعلق ہے اور انسان کے لئے دائمی راحت و آرام کے حصول کے لئے مذہب کس قدر ضروری ہے؟

سو واضح ہو کہ انسان عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو اُنس سے بنا ہے یعنی ایسا وجود جس کے اندر اُنس و محبت کا مادہ بطور خاص پایا جاتا ہے!! غور سے دیکھئے تو دنیا کا سارا دھندا انسان کے اسی وصف کے گرد گھوم رہا ہے۔ ایک انسان اپنے اہل و عیال۔ مال مویشی۔ گھر بار۔ اعزہ و اقرباء۔ دوستوں یاروں۔ ملک و قوم سب کے لئے اپنی اپنی جگہ پر دن رات کیوں محنت و مشقت کرتا اور اپنا خون پسینہ ایک کر دیتا ہے!! یہ اُنس اور محبت کا جذبہ ہی ہے جو اس سے سب کچھ کروا دیتا ہے۔ کسی چیز سے ذاتی محبت و اُلفت ہی اُسے اس کی ہر قسم کی قربانی کے لئے آمادہ کرتی ہے —— وہ بھول جاتا ہے لذات کو۔ وہ بھول جاتا ہے اپنے آرام کو، وہ بھول جاتا ہے اپنے مفاد کو، وہ اپنے محبوب کی خاطر وہ کچھ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے جو عام حالات میں نہیں کرتا!! انسان کا یہ جذبہ بڑا ہی قابلِ قدر ہے یہ ایک قیمتی جوہر ہے جو اسے دیگر حیوانات سے ممتاز کرتا ہے۔ اور اسے اشرف المخلوقات بنا دیتا ہے۔

انسانی کانشنس میں نیکی اور بدی کا احساس پایا جاتا ہے۔ یعنی ہر شخص خواہ وہ مذہب کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو۔ اس کے اندر یہ احساس پایا جاتا ہے کہ کچھ چیزیں نیک ہیں اور کچھ چیزیں بری ہیں۔ دنیا میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا جو یہ کہتا ہو کہ ہر چیز اچھی ہے یا ہر چیز بُری ہے وہ ضرور کسی کو اچھا سمجھتا ہوگا۔ مثلاً چور چوری کو اچھا سمجھے گا مگر قتل کو بُرا سمجھے گا یا ظالم ظلم کو اچھا سمجھے گا مگر جھوٹ پر اسے غصہ آ جائے گا یا جھوٹا جھوٹ کو اچھا سمجھے گا مگر قتل پر اسے غصہ آ جائے گا غرض جس قدر انسان دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ہندو کیا، سکھ کیا، عیسائی کیا اور مسلمان کیا دہریہ کیا اور یہودی کیا بدھ کیا۔ اور عالم کیا اور جاہل کیا ہر انسان میں یہ مادہ پایا جاتا ہے کہ کچھ کام نیکی کے ہیں اور کچھ کام بدی کے۔ پس اسلئے ضروری ہے کہ انسانی فطرتی مادہ کی صحیح راہنمائی کرنے والی کوئی ہستی ہو جو انسانی ضرورتوں کو اچھی طرح سمجھتی ہو اور پھر وہ انسان کو بتائے کہ کونسی باتیں واقعہ میں اچھی ہیں اور کونسی باتیں واقعہ میں بُری ہیں۔ کن باتوں پر تمہیں عمل کرنا چاہیئے۔ اور کن باتوں سے تمہیں بچنا چاہیئے۔

فطرتی طور پر انسان کے اندر بہت سی طاقتیں رکھی گئی ہیں۔ اور یہ سب قوتیں انسان کے فائدہ کے لئے ہیں لیکن انسان کی یہ قوتیں اُسی صورت میں اس کی ترقی اور سربلندی کا باعث بن سکتی ہیں کہ جب ان کو برمحل استعمال کیا جائے۔ مثلاً انسان میں عفو (یعنی معاف کر دینے) کی قوت بھی ہے۔ اور انتقام (یعنی بدلہ لینے) کی بھی۔ لیکن کئی مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں عفو سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ اور کئی مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں انتقام سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ نہ ہر جگہ عفو قابلِ تعریف ہے اور نہ ہر جگہ انتقام قابلِ تعریف۔ اس کے باوجود دونوں قوتیں اپنی اپنی جگہ نہایت ضروری ہیں۔ لیکن اگر ہم عفو کی قوت کو کچل دیں یا انتقام کی قوت کو لغو قرار دے کر اس سے کام نہیں لیتے تو ہم اپنی ناکامی کے سامان آپ مہیا کرتے ہیں۔ البتہ ان قوتوں کا جائز اور برمحل استعمال ہی انسانیت کا زیور ہے اور اسی کا نام نیکی ہے۔ نیکی اس بات کا نام نہیں کہ فطرت کو کچل دیا جائے یا انسان کی فطرتی طاقتوں کو ضائع کر دیا جائے۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ فطرت کو بیدار کیا جائے اور ان قوتوں سے صحیح رنگ میں کام لیا جائے یہ مذہب ہی ہے جو انسان کے فطرتی قویٰ کو بیدار کر کے ان کو صحیح اور برمحل کام میں لانے کا ضابطہ پیش کرتا ہے

فطرتِ انسانی اور مذہب

انسانی فطرت کے اندر خدا کے لئے ایک زبردست جستجو اور زبردست میلان پایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ سائنس اپنی انتہائی ترقی کے باوجود انسان کے مذہبی اور روحانی حاسہ کی تسکین کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکی اور نہ وہ اس جذبہ کو انسانی فطرت سے مٹانے میں کامیاب ہو سکی ہے انسانی فطرت کے اس تقاضے کا ذکر کرتے ہوئے سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن نے آج سے ۲۵ سال پہلے ۱۹۴۱ء میں جبکہ آپ ہندو یونیورسٹی بنارس کے وائس چانسلر تھے۔ لاہور میں منکرینِ مذہب کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

"تاریخ کے ابتدائی دور سے انسان پر انتہائی برکت و سعادت کی کیفیات طاری ہوتی رہی ہیں۔ جبکہ زمانہ رہنما ؟ معطل ہو جاتا ہے اور انسانی روح کائناتی روح کی ہم آہنگی میں حرکت کرنے کی جدوجہد کرتی ہے اس کی آرزو اور تمنا ایک غیر محدود ہستی (یعنی خدا) کے لئے ہوتی ہے کیا سائنس اس جذبہ یا مذہبی حاسہ سے نپٹنے کا کوئی مؤثر حل پیش کر سکتی ہے؟ اگر دنیا سائنٹیفک روشنی کے ذریعہ بچائی جا سکتی تو اب تک نجات کے قریب پہنچ چکی ہوتی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ انسان تا حال جذبات اور روحانی خواہشات کا پیکر ہے۔"

(ٹریبیون مورخہ ۲۸؍فروری ۱۹۴۱ء)

مطلب یہ ہے کہ سائنٹیفک علوم میں ترقی حاصل کرنا انسانی زندگی کا مقصد نہیں اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے کہ فی زمانہ جب سائنس اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے تو انسانی روح کو تسکین حاصل ہو جاتی۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ انسانی روح کو ترقی کے باوجود ایک غیر محدود ہستی کی تلاش اور اس سے تعلق کی آرزو رہتی ہے اور یہ تمنا ہمیشہ سے انسان کے ساتھ لگی آئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانیت یعنی خدا سے تعلق انسان کا ایک فطرتی جذبہ ہے۔ اور یہ چیز بجائے خود انسان کیلئے مذہب کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے اور سائنس کے مقابلہ میں اس کی برتری ظاہر کر رہی ہے۔

علاوہ ازیں مذہب کی ضرورت صرف ایک انسان کی روحانیت کیلئے انفرادی جستجو اور آرزو ہی سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ تمام بنی نوع انسان کی سلامتی اور عالمگیر امن کے لئے بھی مذہب ہی حقیقی ضامن ہو سکتا ہے اسکے متعلق ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اظہارِ خیال فرماتے ہوئے بالکل صحیح کہا کہ

"دنیا کے موجودہ مصائب کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ نئی تہذیب کی بنیاد مادیت پر ہے جب تک ہم دنیا میں ایک ایسا نظام جس کی بنیاد سچی روحانیت پر ہو قائم نہیں کریں گے۔ امن قائم نہیں ہو سکتا۔"

(پرتاپ لاہور مورخہ یکم مارچ ۱۹۴۱ء بحوالہ ریویو اپریل ۱۹۴۱ء)

(باقی)

خطبہ جمعہ

تعمیر بیت اللہ کے جملہ مقاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی پورے ہوئے

آپ کی قوتِ قدسیہ سے اقوامِ عالم کی سعید روحیں حقیقتاً اُمتِ مسلمہ بن گئیں

قربانی اور توبہ و استغفار کے بغیر رضائے الٰہی کا حصول ممکن نہیں ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۹ جون ۱۹۶۷ء

مرتبہ: مکرم مولوی محمد صادق صاحب آف سماٹرا انچارج صیغہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

پھر فرمایا

تعمیر کعبہ سے تعلق رکھنے والے انیس مقاصد کے متعلق میں پہلے بتا چکا ہوں۔

بیسویں غرض

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ میں بیان ہوئی تھی اور وعدہ دیا گیا تھا کہ موعود ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیروں اور قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اقوام کی سعید روحیں حقیقتاً امتِ مسلمہ بن جائیں گی اور عرب جو ان کے پہلے مخاطب ہوں گے ان کے سب گند دھوئے جائیں گے اور پاک اور صاف ہو کر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سایہ تلے اپنے خالقِ حقیقی اور مالکِ حقیقی کے دربار میں آ جمع ہوں گے اور پھر دنیا کے ہادی بنیں گے اور اسوۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا میں قائم کریں گے۔

ابراہیمی دعاؤں اور ان پیشگوئیوں کے مطابق جو پہلی کتب میں پائی جاتی تھیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک امتِ مسلمہ کو قائم کیا جیسا کہ قرآن کریم سورۃ حج میں فرماتا ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝ (سورۃ الحج آیت ۷۹)

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اپنی تمام قوت اور اپنی تمام طاقت اور اپنی تمام استعداد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور اس کوشش اور جہاد کو اپنے کمال تک پہنچاؤ (حَقَّ جِهَادِهِ) اس کے حق کو پورا کرو۔ کیونکہ اس نے تمہیں مجتبیٰ بنایا ہے اور تمہیں بزرگی بخشی ہے اور کامل دین تمہیں دیا ہے۔ بہترین احکام تمہارے لئے نازل کئے ہیں اور ان احکام کی پیروی کرنے کے لئے جن قوتوں اور طاقتوں کی ضرورت تھی وہ بھی ساتھ ہی تمہیں عطا کی گئی ہیں۔ اور اس لئے ان احکام کی پیروی کرنے سے تم پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ تمہارے باپ ابراہیم کی ملت اللہ نے تمہیں اَلْمُسْلِمِيْن کا نام دیا ہے۔ امتِ مسلمہ قرار دیا ہے۔ تمہارے متعلق یہ نام پہلی کتب میں بھی استعمال ہوا تھا۔ اور قرآن کریم بھی تمہیں اُمَّةً مُسْلِمَةً اَلْمُسْلِمِيْن کے نام سے یاد کرتا ہے اور یہ نام ان دعاؤں کے نتیجہ میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھیں کہ ایک امتِ مسلمہ دنیا میں قائم کی جائے (اس افضل الرسل کی بعثت کے ساتھ) اور ان کی اولاد بھی امتِ مسلمہ میں شامل ہو۔ پس خانہ کعبہ کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھنے والی جو آیات ہیں ان میں وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ کی جو دعا تھی۔ قرآن کریم سورۃ حج کی اس آیت میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ دعا قبول ہو گئی۔ اور جو پیشگوئیاں پہلی کتب میں دی گئی تھیں ان کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں اور امتِ مسلمہ قائم ہو گئی ہے۔ اور اس لئے قائم ہوئی ہے کہ انسان کے اندر جو روحانی اور اخلاقی قوتیں اور استعدادیں اور طاقتیں ودیعت کی گئی تھیں ان کے اظہار کا وقت آگیا ہے۔ اب دنیا یہ دیکھے گی کہ انسان اپنے رب کی راہ میں اپنی طاقتوں کو کس طرح خرچ کرتا ہے اور اپنی استعدادوں کو اپنے کمال تک کس طرح پہنچاتا ہے۔

اسلام کے معنے ہیں

اللہ تعالیٰ کے سامنے، اپنے رب کے سامنے اپنی گردن کو قربان کرنے کے لئے رکھ دینا۔ اپنے تمام ارادوں کو چھوڑ کر اپنی تمام خواہشوں کو چھوڑ کر خدا کی رضا پر راضی رہنے کے لئے ہر وقت تیار ہونا یعنی اپنا کچھ بھی باقی نہ رہے سب کچھ خدا کو دے دیا جائے اور پھر خدا سے ایک نئی زندگی حاصل کر کے خیرِ امت کی شکل میں اس دنیا میں زندگی کے دن گزارے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کے متعلق فرماتے ہیں:-

"اور اصطلاحی معنی اسلام کے وہ ہیں جو اس آیہ کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے۔ یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔ اعتقادی طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا کی شناخت اور اس کی اطاعت اور عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور عملی طور پر اس طرح سے کہ خالصاً للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر ایک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے مگر ایسے ذوق و شوق اور حضور سے کہ گویا وہ

اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبودِ حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷، ۵۸)

اکیسواں مقصد

آرِنَا مَنَاسِکَنَا میں بیان ہوا تھا اور بتایا گیا تھا کہ اس نبی موعود پر ایک ایسی شریعت نازل ہوگی۔ جو انسانی فطرت کے سب سچے اور حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے والی ہوگی ہر استعداد اس سے فیض یاب ہوگی اور ہر فطرتِ صحیحہ اپنے ظرف کے مطابق اس سے حصہ لے گی۔ ہر زمانہ کے مناسب حال، ہر قوم کے مناسب حال، ہر فرد کی استعداد کے مناسب حال اس میں تعلیم موجود ہوگی اور موجود رہے گی۔

اَلْمَنَاسِکُ، اَلْمَنْسَکُ اور اَلْمَنْسِکُ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں زہد و عبادت، وہ کام جو حصولِ قربِ الٰہی کے لئے کئے جاتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا آرِنَا لِمَنَاسِکِنَا عبادت کے کامل طریق ہمیں بتا بلکہ یہ فرمایا ہے۔ آرِنَا مَنَاسِکَنَا۔ ہمارے مناسب حال جو کامل طریق عبادت کے ہیں وہ ہمیں سکھا اور یاد رہے کہ صرف قرآنی شریعت ہی ایسی ہے جس میں یہ گنجائش موجود ہے پہلی شرائع میں یہ گنجائش موجود نہ تھی جب اُمتِ مسلمہ کا وجود قائم ہوگیا۔ اور قرآن کریم کی شریعت ان پر نازل ہو چکی۔ تب آرِنَا مَنَاسِکَنَا کی دعا سے ابراہیمی قبول ہوئی تو آرِنَا مَنَاسِکَنَا میں یہ دعا کی گئی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کیا۔

موقعہ اور محل کے مطابق احسن عمل

کے انتخاب کی ہمیں توفیق عطا کر چنانچہ قرآن کریم نے بہت زور دیا ہے اس بات پر کہ قرآنی تعلیم کے مختلف پہلو ہوتے ہیں یعنی ہر حکم کے مختلف پہلو ہوتے ہیں جو قرآن کریم نے دیا ہے تو جو پہلو موقعہ اور محل اور تمہاری اپنی استعداد کے مطابق حسین [illegible] اس پہلو سے اس عمل کو اختیار کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ اپنی استعداد سے بڑھ کر عبادتوں میں مجاہدہ کا رنگ اختیار کرتے ہیں یا بہت لمبا عرصہ روزے رکھتے ہیں یا نیند کو بہت کم کر دیتے ہیں حالانکہ ان کے جسم اس کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور نتیجہ اس کا یہ نہیں نکلتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کریں بلکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ پاگل ہو جاتے [illegible]

ان کو مختلف عوارض لاحق ہو جاتے ہیں جو ان کو گھن کی طرح کھا جاتے ہیں کسی کو سل ہو جاتی ہے دق ہو جاتی ہے۔ بعض اور بیماریاں ہیں جو ان کو لگ جاتی ہیں۔

دعا ہمیں یہ سکھائی گئی ہے وَآرِنَا مَنَاسِکَنَا ہر قوم اور ہر زمانہ کے لحاظ سے اور پھر ہر قوم اور ہر زمانہ کے ہر فرد کے لحاظ سے جو مناسب عبادتیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے جو مناسب طریق ہیں وہ ہمیں سکھا تا کہ ہم ہر قسم کی بیماری سے اور ضعف سے اور لغزش سے اور بد دلی سے محفوظ ہو جائیں اور تیرے قرب کو حاصل کریں۔

اَحْسَن یعنی جو بہتر پہلو ہے اس کے اختیار کرنے کی طرف بڑے زور سے اور

بڑی کثرت سے قرآن کریم نے توجہ دلائی ہے

مثلاً فرمایا ہے۔ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ دوسرے کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرتے ہوئے تم مختلف پہلوؤں کو اختیار کر سکتے ہو تو جو اَحْسَن پہلو ہے اس کو اختیار کرو۔ ایک شخص ہے جو محبت سے بات سننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے تم اسے ڈراؤ نہیں۔ ایک موقعہ ایسا آتا ہے کہ مخالف سمجھتا ہے کہ اگر میں نے ان کو فساد کی طرف آمادہ کر لیا۔ تو ان کو نقصان ہوگا ہمیں فائدہ ہوگا۔ اس وقت ایک احمدی کا فرض ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم کے مطابق امن کی فضا کو قائم رکھنے کے لئے انتہائی کوشش کرے۔ اور

جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ میں جو احسن طریق اختیار کرنے کا حکم ہے اس پر عمل پیرا ہو۔ امن میں رخنہ پیدا نہ ہو بہت سے احکام میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کئی طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ ایک حکم کی بجا آوری میں۔ تو جو احسن طریق ہے اس کو تم اختیار کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ قرآن کریم کی کامل اور مکمل شریعت تم پر اُتاری گئی ہے اور تمہیں حکم یہ دیا جاتا ہے کہ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب نے جو تمہاری ربوبیت کرنا چاہتا ہے اپنی اس صفت کے تقاضے ایک ایسی شریعت نازل کی ہے جو مختلف پہلو رکھتی ہے۔ اور ہر آدمی، ہر فرد، ہر قوم ہر زمانہ کی ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ مختلف پہلوؤں سے اس پر عمل کیا جا سکے۔ تو ہر پہلو اس کے اندر آگیا ہے۔

اس شریعت کا نزول ربِّ کریم کی طرف سے ہے اس لئے قیامت تک محفوظ ہے جو احسن طریق ہے اس کو تم اختیار کرو اور ہر حکم کو اس احسن طریق پر بجا لاؤ جو تمہارے مطابق حال ہو۔ جو زمانہ کے مناسب حال ہو۔ جس کے نتیجہ میں تمہارے قویٰ اور تمہاری استعدادیں صحیح نشو ونما [illegible] ربوبیت کو حاصل کر سکیں۔

اسی طرح

اللہ تعالیٰ ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

کہ میرے ان بندوں کو جو (اَلْقَوْلَ) یعنی بہترین شریعت کو سنتے ہیں۔ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اس میں جو احکام انہیں سنائے جاتے ہیں۔ ان میں سے وہ اَحْسَن کی پیروی کرتے ہیں ان کو تم بشارت دو۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہی لوگ اُولُوا الْاَلْبَابِ ہوں گے عقلمند سمجھے جائیں گے۔ اس میں یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اُولُوا الْاَلْبَابِ میں اس لئے شامل کیا ہے اور عقل اس لئے دی ہے کہ وہ اس کو اسلامی شریعت کے احکام کی بجا آوری میں استعمال کرے۔ اور اگر وہ اپنی عقل سے کام لے اور موقع کو پہچانے اور محل کی شناخت رکھتا ہو۔ مثلاً اگر کسی سے تبادلۂ خیال کرے تو اس کی سائیکالوجی کو وہ پہچانے اور اپنی عقل سے وہ فیصلہ کرے کہ اس رنگ میں یہ بات کروں گا تو میری بات کا میرے مطلب پر اثر ہوگا۔

پس یہاں بڑی وضاحت ہے اللہ کے ان بندوں کو بشارت دی گئی ہے جو قرآن کریم کی شریعت کو سنتے اور اَحْسَن پر عمل کرتے ہیں۔ بشارت ان لوگوں کو نہیں دی گئی جو قرآن کریم کو سنتے اپنی عقل کو کام میں نہیں لاتے اور اَحْسَن کی بجائے کسی اور پہلو کو اختیار کرتے ہیں پس ایسے بندوں کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس قسم کی بشارت نہیں دیتا انجام بخیر ہونے کی بشارت نہیں دیتا۔

تو پہلی ایک معنی یہ ہوں گے کہ میرے وہ بندے جو القول کو سنتے اور ان میں سے اَحْسَن کی پیروی کرتے ہیں ان کا انجام بخیر ہوگا جو ایسا نہیں کرتے ان کا انجام بخیر نہیں ہوگا۔

بائیسواں مقصد

تُبْ عَلَيْنَا میں بیان ہوا تھا اور اس میں اشارتاً بیان کیا گیا تھا کہ جو آخری شریعت یہاں نازل ہوگی اس کا گہرا تعلق تَوَّاب سے ہوگا اور اس کے پیرو اس کے متبعین اس بنیادی حقیقت کو پہچانیں گے کہ توبہ اور استغفار کے بغیر معرفتِ الٰہی اور رضاءِ الٰہی کا حصول ممکن نہیں پس جہاں وہ بار بار اس کی راہ میں قربانیاں دیں گے وہاں وہ بار بار استغفار کے ساتھ اس سے قوت حاصل کریں گے اور توبہ کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے اپنی کوشش اور مجاہدہ اور قربانیوں کو رخنہ سے خالی اور خطا سے مبرا نہ سمجھیں گے

تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ کے معنی ہیں قَبِلَ تَوْبَتَهٗ مِنْهُ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے بندہ کی جو توبہ کرنے والا ہے توبہ کو قبول کر لیا۔ یہاں یہ دعا ہے وَتُبْ عَلَيْنَا اور بتایا گیا ہے کہ اس حقیقت کو جو توبہ اور استغفار کے اندر پائی جاتی ہے صحیح طور پر اور حقیقی معنے میں وہ اُمت سمجھنے والی ہوگی اور ان کو ایک ایسی شریعت دی جائے گی جو ان باتوں کو کھول کر بیان کرے گی۔ شرع میں اور اسلامی اصطلاح میں

توبہ کے معنی میں چار باتیں پائی جاتی ہیں:۔

(۱) گناہ کو ترک کر دینا۔ مثلاً جس شخص کو جھوٹ کی عادت ہو وہ ایک گناہ کر رہا ہے۔ تو جھوٹ کو چھوڑ دینے کا نام توبہ ہے۔ یہ اس کا ایک پہلو ہے۔

(۲) یہ کہ گناہ پر ندامت کا احساس پیدا ہو جانا۔ ہر آدمی ہر وقت تو جھوٹ نہیں بولتا لیکن ایک شخص ایک لمبے عرصہ تک جھوٹ نہیں بولتا مثلاً چھ مہینے اس نے کوئی جھوٹ نہیں بولا تو ترکِ گناہ تو ہوا (اس چھ ماہ میں) لیکن توبہ نہیں کیونکہ ترکِ گناہ کے علاوہ توبہ میں گناہ پر ندامت کے احساس کا پیدا ہو جانا بھی ضروری ہے

(۳) یہ کہ عزم یہ ہو کہ میں اس گناہ کا کبھی مرتکب نہیں ہوں گا۔ پورے عزم کے ساتھ گناہ کو چھوڑنے والا ہو۔ اور

(۴) یہ کہ بعض گناہ ایسے ہو سکتے ہیں جن کا تدارک بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً کسی کے سو روپے مار لئے ہوئے تھے [illegible]

تو توبہ کے صرف یہ معنے نہیں ہوں گے کہ آئندہ لوگوں کا مال مارنے سے توبہ کر لی احساس ندامت کے ساتھ اور اس عزم کے ساتھ کہ میں کبھی ایسے گناہ کی طرف نہیں لوٹوں گا۔ لیکن توفیق ہونے کے باوجود وہ سو روپیہ ادا نہ کرے حالانکہ وہ اتنا غریب نہیں کہ سو روپیہ ادا نہ کر سکے تو پھر بھی وہ توبہ نہیں ہے۔

ان ہر چہار باتوں کے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم

اپنے پیدا کرنے والے سے قوت حاصل کریں

کیونکہ گناہ کا چھوڑنا خدا تعالےٰ سے حاصل کردہ قوت کے بغیر ناممکن ہے۔ گناہ پر ندامت کے احساس کا پیدا ہونا اس کی توفیق کے بغیر ناممکن ہے باقی رہا عزم! تو انسان کے اندر کیسے یہ ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالےٰ کی طاقت کے بغیر یہ عزم کر سکتا ہوں کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ پس اس کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی توفیق کی ضرورت ہے اور جس حد تک ممکن ہو تدارک کرنا۔ اس کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی توفیق کی ضرورت ہے

. . . .

توبہ طاقتیں اور قوتیں استغفار کے ذریعہ سے حاصل کی جاتی ہیں۔ خدا کا بندہ اپنے رب کو تمام طاقتوں اور قوتوں کا سرچشمہ سمجھتا ہے اور اپنے اندر کوئی اپنی طاقت اور قوت نہیں پاتا اور نہ دیکھتا ہے اس لئے ہر کام کے کرنے سے پہلے وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتا اور استغفار کرتا ہے۔ اور اپنے رب سے کہتا ہے کہ اے خدا جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے اور تمام قوتوں کا منبع ہے مجھے وہ قوتیں اور استعدادیں عطا کر کہ میں برائیوں کو کلیتہً چھوڑ دوں اور نیکیوں پر حقیقتاً قائم ہو جاؤں تو اس معنے میں پہلے استغفار ہے اور بعد میں توبہ۔ تو یہ استغفار کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اس مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بڑی بسط سے روشنی ڈالی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"استغفار اور توبہ . . . . دو چیزیں ہیں ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم حاصل ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑے ہونا ہے۔ عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالےٰ ایک قوت دے گا۔ اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔ اور نیکیوں کو کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جائے گی جس کا نام تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ہے۔ اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے۔ غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے کہ سالک ہر حالت میں خدا سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالےٰ سے قوت نہ پائے گا کیا کر سکے گا؟؟ توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے۔ اگر استغفار نہ ہو تو یقیناً یاد رکھو کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔ پھر اگر اس طرح پر استغفار کرو گے اور پھر توبہ کرو گے تو نتیجہ یہ ہوگا یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پا لو گے ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۸-۶۹)

آپ نے فرمایا کہ اپنے اپنے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے جس حد تک تمہارے لئے ممکن ہے روحانی رفعتوں کو حاصل کرو اور استغفار اور توبہ کے ذریعہ سے ان کو حاصل کر لو

دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس تمام تفصیل سے ظاہر ہے کہ استغفار کی درخواست کے اصل معنے یہی ہیں کہ وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ کوئی حق فوت ہو گیا ہے بلکہ اس خواہش سے ہوتی ہے کہ کوئی حق فوت نہ ہو۔ اور انسانی فطرت اپنے تئیں کمزور دیکھ کر طبعاً خدا سے طاقت طلب کرتی ہے . . . .

. . . . اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسان جب اپنی کمزوری کے رفع کرنے کے لئے اور نیز دوسروں کو گناہ کی زہر سے نجات دینے کے لئے ہر دم اور ہر آن دعا مانگتا رہتا ہے اور تضرعات سے خدا تعالےٰ کی طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اس طاقت سے دوسروں کو بھی حصہ ملے جو بوسیلۂ ایمان اس سے پیوند کرتے ہیں معصوم انسان کو خدا سے طاقت طلب کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ انسانی فطرت اپنی ذات میں تو کوئی کمال نہیں رکھتی بلکہ ہر دم خدا سے قوت پاتی ہے اور اپنی ذات میں کوئی کامل روشنی نہیں رکھتی بلکہ خدا سے روشنی اترتی ہے اس میں اصل راز یہ ہے کہ کامل فطرت کو صرف ایک کشش دی جاتی ہے تا وہ طاقت بالا کو اپنی طرف کھینچے مگر طاقت کا خزانہ محض خدا کی ذات ہے اسی خزانہ سے فرشتے بھی اپنے لئے طاقت کھینچتے ہیں اور ایسا ہی انسان کامل بھی اسی سرچشمۂ طاقت سے عبودیت کی نالی کے ذریعہ عصمت اور فضل کی طاقت کھینچتا ہے . . . . پس استغفار کیا چیز ہے؟ یہ اُس آلہ کی مانند ہے جس کی راہ سے طاقت اترتی ہے۔ تمام راز توحید کا اسی اصول سے وابستہ ہے کہ صفت عصمت کو انسان کی ایک مستقل جائداد قرار نہ دیا جائے بلکہ اس کے حصول کے لئے محض خدا کو سرچشمہ سمجھا جائے۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۵)

درخواستِ دعا مکرم مولانا بی عبد اللہ صاحب فاضل رئیس التبلیغ کیرالہ سٹیٹ قریباً تین ماہ سے زیر علاج چلے آ رہے ہیں۔ آپ ایک عرصہ سے ذیابیطس اور اس کے متعلقہ مختلف امراض میں مبتلا ہیں اور دونوں آنکھوں کی بینائی کم ہوتی جا رہی ہے پیرانہ سالی کا عالم ہے اب تو حالت بہت تشویشناک ہو گئی ہے موصوف ۴۵ سال سے کیرالہ سٹیٹ میں فریضہ تبلیغ نہایت کامیابی سے ادا فرماتے رہے ہیں

لہٰذا احباب جماعت اس قیمتی وجود کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد عمر خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

جب اللہ تعالےٰ کی حفاظت حاصل ہو جاتی ہے

جب اللہ تعالےٰ سے انسان طاقت حاصل کر لیتا ہے تب وہ توبہ کی توفیق پاتا ہے اور تب اللہ تعالےٰ کے حضور اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے فرماتے ہیں:۔

"پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا سو اپنے خدا کو جلد تر راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آئے تم خدا سے صلح کر لو۔ وہ نہایت درجہ کریم ہے ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے بچ نہیں سکتے ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ کہ اعمال۔ اے خدائے رحیم و کریم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۴۹)

آج مجھے گرمی کی وجہ سے تکلیف رہی ہے۔ مسجد میں بھی بڑی گرمی ہے اور دوستوں کو بھی خطبہ سننے تکلیف ہوگی اس لئے آج میں صرف یہی پر . . . کرتا ہوں اور باقی مضمون اللہ تعالیٰ کی توفیق اور . . .

قادیان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پُر وقار جلسہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

قومی رازوں کی حفاظت وغیرہ کے متعلق نصائح کا تفصیل سے ذکر کیا اور اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت سے مختلف ایمان افروز واقعات بھی بیان کئے۔ تقریر کے دوسرے حصے میں مقرر نے قرآن مجید پڑھنے پڑھانے اور اس کے معارف سے آگاہ ہونے کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو خود قرآن مجید پڑھنے اور دوسروں کو پڑھانے کی تلقین کی۔

چوتھے نمبر پر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امن عالم

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہر انسان اپنی زندگی میں دو باتوں کی خواہش رکھتا ہے ایک تو یہ کہ اس کی اپنی زندگی امن اور سکون کے ساتھ بسر ہو اور دوسرے یہ کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا یا کسی مذہب سے وابستہ ہے تو اسے خواہش ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کو امن اور سکون نصیب ہو۔ مقرر نے موجودہ زمانہ کے سیاسی لیڈروں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ وہ اپنے منہ سے تو امن امن پکارتے ہیں مگر ساتھ وہ طرح طرح کے مہلک ہتھیار تیار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف امن پسند تھے بلکہ حضور نے اپنے صحابہ میں بھی امن کی روح پیدا کر دی تھی کہ وہ دنیا میں امن قائم کرنے والے ہو گئے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف واقعات بیان کئے کہ حضور کی فطرت میں امن مرکوز ہو چکا تھا۔ چنانچہ جوانی اور بعثت سے قبل کا سارا زمانہ ہی معاشرہ کے لئے امن و سکون کا باعث بنا رہا۔ بعثت کے بعد ساری قوم حضور کی مخالف ہو گئی۔ طرح طرح کی اذیتیں حضور کو اور حضور کے ماننے والوں کو دی گئیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی امن کا دامن نہیں چھوڑا یہاں تک کہ حضور کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ مدینہ پہنچ کر بھی یہودیوں اور دوسرے قبائل کے ساتھ امن کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کئے۔ اگرچہ یہودیوں نے درجنوں بار معاہدہ شکنی کر کے مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوشش کی مگر حضور نے کوئی ایک ایسا واقعہ بھی نہ ہونے دیا جو بدامنی کا موجب ہوتا۔ حدیبیہ کے مقام پر ایسی شرائط قیام امن کے لئے قبول فرمائیں جو بظاہر نہایت کڑی معلوم ہوتی تھیں اور آخر فتح مکہ کے وقت خون کے پیاسے دشمنوں کو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف فرما دیا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ہی الصلح خیر کا نمونہ تھی۔

اس کے بعد عزیز جاوید اقبال نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

میں سے چند اشعار سنائے اور پھر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی تعلیم اُس خدا پر ایمان لانے کا حکم دیتی ہے جو قدوس ہے وہ تمام نقائص سے منزّہ اور تمام خوبیوں اور پاکیزگیوں کا جامع ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک نہیں کہلا سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو قدوس نہ کرے یا نہ کہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے صاحبزادہ صاحب نے بیان کیا کہ ایسا گہرا تعلق نہ کسی انسان یا نبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تھا اور نہ بعد میں ہوگا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی پاکیزہ صفات نہ صرف اپنے اندر پیدا فرمائیں بلکہ اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں بھی وہ صفات پیدا کر دیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں سے چیدہ چیدہ متعدد اقتباسات سنائے جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا ذکر حضور علیہ السلام نے نہایت اچھا حسن پیرایہ میں فرمایا ہے اور اپنی تقریر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار پر ختم فرمایا ہے

اگر خواہی نجات از مستی نفس
بیا در ذیل مستان محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہان محمد

اس کے بعد صاحب صدر نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا گہرا تعلق پیدا کیا تھا کہ اپنے بیگانے سب یہی کہتے تھے عشق محمد ربہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اور دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے رحمت اور شفقت کا موجب تھے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے صاحب صدر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ کے متعلق متعدد واقعات بیان کئے۔ اور آخر میں پُرزور الفاظ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ آخر گیارہ بجے کے قریب یہ مبارک تقریب اجتماعی دعا کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مستورات بھی بر عایت پردہ مستفید ہوئیں۔

ناصرات الاحمدیہ کا امتحان ستمبر میں ہوگا

لجنات اماء اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ناصرات الاحمدیہ کا امتحان امسال ماہ جولائی کے بجائے ستمبر میں ہوگا۔ بعض لجنات کی طرف سے امتحان میں تبدیلی کے خطوط موصول ہوئے ہیں جن کی بناء پر یہ تبدیلی کی جا رہی ہے۔ انشاء اللہ اب تین ستمبر کو امتحان لیا جائے گا۔

ناصرات الاحمدیہ کے بڑے گروپ کا امتحان مختصر تاریخ احمدیت کے پہلے حصہ کا یعنی صرف صفحہ ۵۲ (باون) تک کا ہوگا۔ اس کے ساتھ پہلا پارہ اکسٹھ نصف با ترجمہ بھی ہوگا۔

چھوٹے گروپ کا امتحان راہِ ایمان کے حصہ اوّل کا اور نماز با ترجمہ کا ہوگا۔

بڑے گروپ کا امتحان تحریری طور پر پرچوں پر لیا جائے گا اور چھوٹے گروپ کا امتحان زبانی ہوگا۔

اگر کسی لجنہ کی ناصرات الاحمدیہ اردو لکھنا نہ جانتی ہوں تو ان کو اپنی زبان میں جس میں وہ اچھی طرح لکھ سکتی ہوں امتحان دینے کی اجازت ہوگی۔

بڑے گروپ میں گیارہ سال سے پندرہ سال تک کی لڑکیاں ہوں گی اور چھوٹے گروپ میں آٹھ سال سے دس سال تک کی لڑکیاں ہوں گی

تمام لجنات اپنی نگرانی میں بچیوں کو نصاب کے مطابق تیاری کروائیں تاکہ کوئی بچی امتحان دینے سے رہ نہ جائے۔ اوّل اور دوم آنے والی بچی کو انعام دیا جائے گا۔

امۃ القدوس
۲۵/۶/۶۷ء صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

جماعت احمدیہ کیرنگ کی طرف سے کامیاب سالانہ جلسہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۸)

ضرورت کا علاج موجود ہے چنانچہ دیگر آسمانی کتب نے جو ذکر کیا وراثت کو تشریح سے بیان کیا شادی بیاہ کے معاملہ میں حرمت کی تفصیل جس طرح قرآن کریم میں ہے دیگر مذہبی کتابیں اس سے خالی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چودہ سو سال سے قرآن کریم اپنی مثل لانے کا چیلنج دے رہا ہے مگر سب کے سب عاجز ہیں۔

آخر میں مولانا شریف احمد صاحب امینی نے

شاندار تقریر

فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ جلسہ کا عمدہ انتظام نوجوانوں کا ولولہ مبلغین کرام کے علاوہ دوسرے معززین کا جوش خطابت ظاہر کرتا ہے کہ جماعت میں زندہ روح موجود ہے اسلئے نوجوانوں کی صحیح تربیت کرنے سے بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ پھر غیر احمدی بھائیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگ ملاؤں کی سنی سنائی باتوں پر تکیہ نہ کریں خود ذرا جماعت کو قریب سے دیکھتے ہیں۔ ان کا لٹریچر پڑھتے تو حقیقت آپ پر روشن ہو جاتی کہ احمدی حقیقی معنوں میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیدائی ہیں پھر آپ لوگ اس خدائی فوج میں داخل ہو کر تبلیغ اسلام کے جہاد اکبر میں حصہ لیکر انعام الٰہی کے مستحق ہوں۔ خدا تعالیٰ توفیق دے۔

دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جماعت احمدیہ کیرنگ کی طرف سے کامیاب سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵ر۱۶ راپریل ۱۹۶۷ء

(رپورٹ مرسلہ مکرم ہارون رشید صاحب ۔ آنند بھدرک اڑیسہ)

حسب سابق اس سال جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڑیسہ کی طرف سے کیرنگ میں بڑے پیمانہ پر سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل اور مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج کلکتہ و اڑیسہ اس جلسہ میں تشریف لائے۔ صوبہ اڑیسہ کی مختلف جماعتوں سے احباب اس جلسہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ مسجد احمدیہ کے احاطہ میں جلسہ گاہ بنا ہوا تھا جسے بڑی عمدگی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کے خورد و نوش کا عمدہ انتظام جماعت کیرنگ کی طرف سے کیا گیا تھا۔ بہت سے غیر احمدی احباب بھی جلسہ گاہ پر تشریف لا کر ہماری تقاریر کو سنتے رہے۔ احمدی مستورات کافی تعداد میں پردہ کی رعایت سے شریک جلسہ ہوئیں۔ یہ جلسہ بتاریخ ۱۵ اور ۱۶ راپریل ۱۹۶۷ء دو دن منایا گیا۔ ہر روز دو اجلاس ہوتے رہے۔ پہلا اجلاس صبح آٹھ سے صبح گیارہ بجے تک اور دوسرا اجلاس بعد ظہر دو بجے سے ۵ بجے شام تک ہوتا رہا۔ ۱۶ راپریل ۱۹۶۷ء کو آخری اجلاس کی ابتداء میں تقاریر سے پہلے حسب تحریک حضرت مولوی شریف احمد صاحب امینی مجلس مشاورت منعقد کی گئی جس میں بعض تربیتی و تعلیمی امور کے علاوہ اڑیسہ میں اشاعت لٹریچر کی تجاویز پر غور کیا گیا۔ اور طے پایا کہ بچوں و نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے ہر سال گرمی کی چھٹیوں کے دوران کیرنگ میں ایک دینی کلاس ہو جو پندرہ دن یا ایک مہینے کے ہوں اور مختلف جماعتیں اپنے لڑکوں کو اس جگہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجیں۔ اس سال تجربہ کے طور پر یکم جون سے ۱۵ رجون تک ایسی ایک کلاس کھولی جائے۔ مولانا شریف احمد صاحب نے از راہ نوازش اس کا افتتاح کرنے اور اس پر پندرہ دن دینے کا وعدہ فرمایا۔ نیز طے پایا کہ اس سال اکتوبر یا نومبر میں کٹک میں ایک تبلیغی جلسہ ہو۔

پہلا اجلاس پہلا اجلاس ۱۵ راپریل بوقت صبح منعقد ہوا۔ زیر صدارت مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خدام الاحمدیہ کا جھنڈا بلند کیا گیا۔ بعدہٗ جناب شیخ ظہیر الدین صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی صدر جماعت احمدیہ کیرنگ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ و حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے پیغامات اور جناب ناظر اعلیٰ صاحب کے گرامی نامے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مولانا شریف احمد صاحب امینی نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

جس میں آپ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جلسہ کرنے سے ہماری نیت یہ ہے کہ نوجوانوں کی تربیت و دینی واقفیت بڑھے اور باہر سے شامل ہونے والے غیر احمدی دوستوں کو بھی جماعت کے نقطہ نظر سے آگاہی ہو۔ اس موقعہ پر آپ نے مجلس مشاورت کی ضرورت پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے جماعت کو توجہ دلائی کہ ہماری جماعت کا اکثر لٹریچر اردو میں ہے اس لئے ضروری ہے کہ پرائمری اور سکنڈری سکول میں طلباء کے لئے اردو تعلیم کا انتظام ہو تاکہ وہ لوگ اردو سیکھ کر سلسلہ کے لٹریچر سے فائدہ اٹھا سکیں۔ نیز اڑیسہ میں جماعتی لٹریچر شائع کرنے کی بھی تحریک فرمائی۔

اس جلسہ کی پہلی تقریر سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر مولوی سید فضیل عمر صاحب شکلی مبلغ سلسلہ نے کی اور دلچسپ انداز میں حضور کی سیرت پر مبسوط روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر بعنوان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں

محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے فرمائی۔ جس میں آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد پیشگوئیوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بڑے دلنشین انداز میں ان کے پورا ہونے کی تفصیل بیان کی۔

صدارتی تقریر آخر میں مولانا شریف احمد صاحب امینی نے صدارتی تقریر فرمائی۔ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے دو نمایاں پہلو ہیں:۔

(۱) عشق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
(۲) اپنے مشن پر کامل یقین

پھر آپ نے فرمایا کہ زار روس کی حالت زار اور حکومت افغانستان کے انقلاب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیوں کے ساتھ ہی تبشیری پہلو بھی ہیں یعنی آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ بتایا گیا کہ روس کی حکومت احمدیت کے ہاتھ آئے گی۔ چنانچہ آپ اپنا ایک کشف بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے"
(تذکرہ صفحہ ۲۹۹)

عصا کی تعبیر حکومت ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنے ماننے والوں کو بیشمار ریت کی مثل پھیلتے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح آپ نے جماعت کی ترقی کے تعلق میں روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق خدا تعالیٰ نے قادیان کی طرف لوگوں کی توجہ پھیر دی اور دور دراز سے لوگ قادیان جانے لگے اس سے بھی خدا کے مامور کی بات پوری ہوئی۔

بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس بعد دوپہر دوسرا اجلاس بھی زیر صدارت مولانا شریف احمد صاحب امینی منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے

حضرت مسیح موعود کے کارنامے

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا کو چلا گیا تھا۔ اسلام کا نام اور قرآن کریم کی رسم باقی رہ گئی تھی۔ مسلمانوں کے عقائد میں فتور واقع ہو چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مبالغہ آمیز عقائد رکھنے کی وجہ سے عیسائی پادری ان کی گردن پر سوار ہو گئے تھے اور اعلان کر دیا تھا کہ ہندوستان کے سارے مسلمانوں کو عیسائی بنا لیں گے اور جامع مسجد دہلی کو گرجا میں تبدیل کریں گے۔ ایسے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوا۔ آپ نے مسلمانوں کے غلط عقائد کی اصلاح فرمائی۔ اور قرآن کریم، احادیث صحیحہ، اناجیل و تاریخی شواہد سے بپایہ ثبوت کو پہنچا دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے زندہ اتارے گئے اور طبعی موت سے مر گئے۔ اس حربہ سے آپ نے کسر صلیب والی پیشگوئی پوری کر دی۔ آپ کے علم کلام کی بنا پر مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ اس کے بعد مولوی مبشر الدین احمد صاحب سونگھڑوی نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض و غایت

آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض و غایت یحیی الدین ویقیم الشریعۃ [illegible] دین کو زندہ کرنے [illegible] اور روحانیت کو تازہ [illegible] ظاہر ہونے والے [illegible] کے لئے نہایت پرآشوب زمانہ تھا۔ یہی زمانہ [illegible] مردوں [illegible] اپنی مسیحائی کی برکت سے مُردہ روحوں میں زندگی پیدا کرتا اور اسلام کے اجڑے ہوئے [illegible] کو سرسبز و شاداب [illegible] ہے۔ اس کے بعد خاکسار ہارون رشید احمد [illegible] نے

ہستی باری تعالیٰ

کے موضوع پر تقریر کی انہوں نے ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پہلے نمبر پر نظام عالم اور ہر چیز کی زبردست بناوٹ کی دلیل پر پوری شرح و بسط سے روشنی ڈالی۔

دوسرے نمبر پر قادر خدا کی جو اقتداری پیشگوئیوں کا حامل ہے سے بھی ہستی باری تعالیٰ پر [illegible] اور یقینی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کا [illegible] ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان سب [illegible] پورا ہونا بھی خدا کی ہستی کا واضح ثبوت ہے۔

تقریر کے آخر میں آپ نے بتایا کہ یہ برکات آپ کی زندگی [illegible] ختم نہیں ہو گئیں آپ کی [illegible] لوگ [illegible] آپ [illegible] حضرت [illegible] البشیر [illegible] کو خدا تعالیٰ [illegible] خبر [illegible] اور [illegible]

[illegible] ایسے ہی [illegible] حضرت [illegible] المسیح الثالث ایدہ اللہ [illegible] کی ذات [illegible] ہے۔ [illegible] اقوال [illegible] پر غور کرنے [illegible] ہے کہ اب زندہ [illegible]

کیا کسر باقی رہ گئی۔
اس کے بعد مولانا شریف احمد صاحب امینی نے

صدارتی تقریر

فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ انبیاء کی تائید و نصرت اور اُن کے دشمنوں کی ناکامیابی سبق آموز ہوتی ہے۔ یہ زبردست دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا دریا سے صحیح سلامت پار ہو جانا اور فرعون اور اس کے لشکر کا غرق ہو جانا فرعونوں کی لاش کے محفوظ رہنے کی قرآنی پیشگوئی کی حقیقت کا اس زمانے میں ظاہر ہونا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور کامیابی کی پیشگوئیاں بھی اس کا نشان ہیں۔ حالانکہ بظاہر جانا اللہ تعالیٰ کے وجود کو آنکھوں کے سامنے لے آتا ہے۔ پھر آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ کس طرح آپ نے شرک میں ڈوبی ہوئی دنیا کو خدا کے واحد کا عاشق و دیوانہ بنا دیا۔ آپ کے اخلاق فاضلہ صفات الٰہیہ کے آئینہ تھا آپ نمونہ اور ہر طبقہ کے انسان کے لئے نمونہ ہیں۔ ہمیں آپ کی سیرت کی اتباع کرنی چاہیئے۔
بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا دن

دوسرے روز کا پہلا اجلاس صبح کے وقت مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد

عقیدۂ خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ انسانی جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ جب جسم کی حفاظت کا سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہے ......
....
.... روح جو اہم ہے اس کی حفاظت کا سامان کیوں بند ہو جاتے۔ یہ بیہودہ غلط ہے کہ نبوت ختم ہو گئی خود آیت کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو سیاق و سباق کے ساتھ غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہاں نبوت کی بندش کا کوئی سوال ہی نہیں، بلکہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں جاری ہونے کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔
اس موقعہ پر آپ نے خاتم النبیین کی بھی سیر حاصل بحث کی۔ اور ثابت کیا کہ احمدیوں کا عقیدہ کہ اُمتِ محمدیہ میں غیر تشریعی نبوت جاری ہے عقل و نقل کے عین مطابق ہے۔
دوسری تقریر مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ کیرنگ

نشانات مسیح موعود علیہ السلام

کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے خصوصیت کے ساتھ عظیم الشان نشانوں کا ذکر فرمایا جو تین بڑی قوموں ہندو، مسلمان اور عیسائیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں پہلے نمبر پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے عبرتناک انجام کا تفصیل سے جائزہ لیا اور بتایا کہ یہ شخص حضرت کے مداحوں میں تھا مگر بعد میں اس نے مخالفت کی انتہا کر دی اور آپ پر کفر کا فتوے لگانے میں پیش پیش رہا۔ اس پر حضور نے اس کو مخاطب کر کے لکھا ؎

اے کہ سوئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ ات ویرانہ تو در فکرِ دگر

چند دنوں میں اس کی عزت خاک میں مل گئی۔ دوست دشمن بن گئے بیوی بچے مخالف ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس نے چڑ کر بعض بچوں کو عاق کر دیا۔ اپنی ذلت و خواری کو اپنے ہاتھ سے شائع کیا۔ آخر اسی ذلت و خواری میں مر گیا۔
دوسرے نمبر پر پنڈت لیکھرام کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان کا تفصیل سے ذکر کیا۔
تیسرا نشان جو عیسائی قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ امریکہ کے ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کے متعلق ہے۔ اس نے حضور کی زندگی میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرد جوان بے حد معمولی صحت کا مالک اور دولتمند تھا۔ اس کے متعلق آپ نے پیشگوئی فرمائی:۔
"اگر ڈوئی اشارۃً یا صراحتاً چیلنج کو منظور کرے گا تو بڑے دُکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا" (نیو یارک کمرشل ایڈورٹائزر مورخہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۰۳ء)
اس نے اخبار والوں کو مخاطب کر کے لکھا:۔
"کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر میں اُن پر اپنا پاؤں رکھوں گا تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔"
(ڈوئی کا پرچہ لیو ز آف ہیلنگ مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۳ء)
چنانچہ جلد ہی وہ فالج میں گرفتار ہوا۔ اس کے ہاتھ پاؤں بے کار ہو گئے۔ ایک تختہ کی طرح پڑا رہتا۔ اس کے مریدان اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ کی مالیت ضبط کر لی۔ آخر یہ پاگل ہو گیا۔ اور نہایت ہی ذلت و خواری و کس مپرسی کی حالت میں مارچ ۱۹۰۷ء میں مر گیا۔
اس کے بعد میاں شمس الحق صاحب نے

اُڑیہ زبان میں تقریر

کی۔ اور یہ حوالجات پیش کئے کہ توحید و عبادت کی تعلیم ہندو و مسلمان و عیسائیوں کے مذہبی کتب میں موجود ہیں۔ پھر آپس میں بغض و کینہ رکھنا اور سر پھٹول کرنا نادانی ہے۔ سب ایک ہی پتا کے سنتان ہیں اور سب ایک کی محبت و عبادت کا دم بھرتے ہیں۔ تو پھر آپس میں پیار و محبت سے گذارہ کرنا چاہیئے۔ مولانا شریف احمد صاحب امینی نے میاں شمس الحق صاحب کی تقریر کو سراہا اور دیگر نوجوانوں کو بھی ایسی ہی مشق کرنے کی تلقین فرمائی۔
بالآخر محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے اپنی

صدارتی تقریر

میں فرمایا کہ مسلمان بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ خیال غلط ہے کہ نبوت و رسالت کا فیض جاری ہو کر ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اُنہوں نے کہا اور میری اولاد سے بھی (یہ وعدہ ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالموں کو میرا وعدہ نہیں پہنچتا۔ اب نبوت کے بند ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مسلمان قوم سب کے سب ظالم ہو گئے۔ اسی طرح آپ نے وضاحت کی کہ حضور کو سراج منیر کہا گیا سورج نہیں کہا گیا۔ اس میں بھید یہ ہے کہ ایک چراغ سے ہزارہا چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے تو صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا
اس کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجلاس ختم ہوا۔

اجلاس چہارم

یہ اجلاس زیر صدارت محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جماعت احمدیہ کے عقائد

کے موضوع پر مولانا خلیل الدین احمد صاحب مولوی فاضل نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں زندہ مان کر اور آخری زمانہ میں اُن کا نزول تسلیم کر کے عیسائیوں کو تقویت پہنچائی اور نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اسی طرح مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کے متعلق بہت سے مشرکانہ عقائد قائم کر لئے۔ جب سے عیسائی پادری اُن کی گردنوں پر سوار ہو گئے مسلمان لوگ آگے آگے اور پادری لوگ اُن کے تعاقب میں اُن کے پیچھے پیچھے ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السلام نے زبردست دلائل سے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور یہ کہ اُن کا جسمانی مردوں کو زندہ کرنا یا چڑیوں کو پیدا کرنا وغیرہ عقائد باطل ہیں۔ آپ کے علم کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج عیسائی آگے آگے بھاگے جا رہے ہیں اور احمدی اُن کے پیچھے تعاقب کر رہے ہیں۔
دوسرے نمبر پر مکرم ماسٹر طاہر الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی صدر جماعت احمدیہ کیرنگ نے

قرآن کریم مکمل کتاب ہے

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ قرآن کریم ایک مکمل اور دائمی شریعت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا کیونکہ ناقص چیز کی حفاظت کی طرف مالک توجہ نہیں دیتا یا بہت ہی کم دیتا ہے لیکن ایک مکمل اور قائم رہنے والی چیز کی حفاظت کا خاص انتظام کرتا۔ چنانچہ اس نے وعدہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ یعنی ہم نے ہی اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ آج اگر دنیا کی کسی مذہبی کتاب کے تمام نسخے جلا دیئے جائیں تو انہیں دوبارہ نہیں لکھا جا سکتا کیونکہ انکے حفاظ موجود نہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم کے تمام نسخے جلا دیئے جائیں تو دوبارہ حافظوں کی مدد سے لکھا اور شائع کیا جا سکتا ہے
آپ نے فرمایا قرآنی شریعت میں ہر ایک

(باقی صفحہ ۹ پر)

صوبہ بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے باجازت ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان ۲۷ مئی ساڑھے آٹھ بجے دن مظفر پور سے خاکسار نے دورہ کا آغاز کیا۔

ٹرین کے جس ڈبے میں خاکسار سوار ہوا۔ اس میں پروفیسر اصغر علی صاحب بھی پہنچ گئے۔ مذہبی گفتگو شروع ہو گئی ایک شیعہ دوست نے جو پاس ہی تشریف فرما تھے ایک سوال پیش کر دیا کہ موجودہ دور میں جبکہ مادہ پرستی، انتہا کو پہنچ چکی ہے اور انسان اللہ تعالیٰ سے بہت دور جا چکا ہے تو کیا اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے لئے نشانات اور معجزات کا صدور ہو۔

خاکسار نے عرض کیا کہ بلاشبہ آج بھی گذشتہ زمانوں کی طرح آسمانی نشانات اور معجزات کی ضرورت ہے چنانچہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے نشانات اور معجزات آج بھی دکھائے جا رہے ہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دورِ حاضرہ کے لئے جو پیشگوئیاں بیان فرمائی گئی ہیں ان میں سے بعض بیان کیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیاں اور معجزات بیان کئے گئے جو جماعت احمدیہ کے وجود میں اظہر من الشمس ہیں۔

شیعہ دوست نے فرمایا کہ مظفر پور میں گذشتہ محرم کے موقعہ پر باہر سے ایک بہت بڑے شیعہ عالم بلائے گئے تھے انہوں نے اپنی مجالس میں بیان فرمایا کہ دیکھو کسی کا باپ فوت ہو جاتا ہے تو چند سالوں کے بعد جب اس کا تذکرہ آتا ہے تو اس کی آنکھوں میں آنسو تک نہیں آتے لیکن اس کے برعکس آج تیرہ سو سال گذرنے پر بھی جب ہم مجالس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت بیان کرتے ہیں تو سننے والوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کیا یہ ایک معجزہ نہیں ہے؟ ضرور ایک معجزہ ہے! اور عظیم الشان نشان ہے!!

خاکسار نے عرض کیا کہ اگر تذکرہ شہادت پر آنکھوں میں آنسو آجانا ایک معجزہ ہے تو آیئے ہم اس سے بھی بڑا معجزہ آپ کو بتائیں وہ یہ کہ آپ ایک ناول پڑھنا شروع کیجئے باوجود اس کے کہ آپ جانتے ہیں کہ اس میں محض افسانہ نگار نے ایک کا اظہار کیا گیا ہے لیکن جب آپ پڑھتے پڑھتے کسی دردناک مقام پر پہنچتے ہیں تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ اس کے مقابل پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت ایک نہایت دردناک اور سچا واقعہ ہے۔ اور مسلمانوں کے عقائد و جذبات سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا اس پر آنسو آجانے کو معجزہ قرار دینا کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔ البتہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس نام واقعہ شہادت کے بعد عزت کے ساتھ دنیا میں قائم رہنا۔ اور یزید پلید کا نام تک دنیا سے مٹ جانا اس بات کا ثبوت ضرور ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید ایک بدکردار شخص اور دنیا کا کیڑا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے پیاروں کا نام دنیا سے مٹ جائے۔

شیعہ دوست نے فرمایا کہ یہ تو ماننا ہی ہوگا کہ شیعہ حضرات ہر سال محرم مناکر اور ماتم کر کے اس واقعہ شہادت کو زندہ رکھتے ہیں۔

خاکسار نے عرض کیا کہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ شیعوں کا مروجہ ماتم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور کے اہل بیت یا پنجتن پاک سے ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس شیعہ لٹریچر سے یہ بات ثابت ہے کہ ماتم کا آغاز یزید کے گھر سے ہوا تھا (جلاء العیون، خلاصۃ المصائب) [illegible] شیعہ حضرات نے اس ماتم پر مداومت اختیار کر لی ہے جس کا آغاز یزید کے حکم سے اس کے اپنے گھر پر ہوا تھا اور فضیلت نماز کی اہمیت جس کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا کے دلسوز موقعہ پر بھی نہ بھولے تھے اور سجدہ میں ہی اللہ تعالیٰ کے حضور جان دے دی اسے اکثر شیعہ حضرات بھولے بیٹھے کیا محبت کا یہی تقاضا ہے؟ شیعہ دوست نے اقرار کیا کہ واقعی آج ہماری مساجد نمازیوں سے خالی ہیں بلکہ بعض مساجد تو بالکل خالی پڑی ہیں کہ جن میں ایک نمازی بھی دکھائی نہیں دیتا مظفر پور میں ایسی مساجد موجود ہیں۔

مسئلہ خلافت

شیعہ دوست نے یہ سوال بھی کیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت تجہیز و تکفین میں مصروف رہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خلافت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ادھر ادھر جا کر کوشش کرتے رہے۔ کیا یہ کوئی اچھی بات تھی؟

الجواب۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقرب تھے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے تحت تجہیز و تکفین میں مصروف رہے۔ لیکن اس کے مقابل پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں نمازیں پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے رہے جس میں یہ اشارہ تھا کہ مسلمانوں کو متحد رکھنے کا سب سے اہم کام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انجام دیں گے چنانچہ حضور کے وصال کے موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرطِ محبت میں تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے [illegible] اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا [illegible] پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی کر اس فتنہ کو دور فرمایا پھر خلافت کے متعلق انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک فتنہ کھڑا ہو رہا تھا وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر اس فتنہ کو دور فرمایا اور پوری امت محمدیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جمع ہو گئی۔ اس کے بعد مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کا خطرناک فتنہ اٹھا جسے مؤثر طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی ختم فرو کر دیا اور امت محمدیہ ایک ہاتھ پر جمع رہی۔ اس عظیم کارنامہ کی قدر اس وقت معلوم ہوئی جب بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اور اس کے بعد امت مسلمہ کے درمیان ایسی تلوار چلی کہ پھر میان میں نہ آئی پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عظیم کارناموں کو نظر استخفاف سے دیکھنا بہت بڑی بھول ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بشمول حضرت علی جملہ صحابہ کرام سے افضل قرار دیا ہے۔ اور یہ امر شیعہ حضرات کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغت سے ثابت ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت علی مانعی بخلفاء ثلاثہ کو مسند خلافت کے اعتبار سے غاصب خیال کرتے تھے تو ان بزرگان کو حق پہنچتا تھا [illegible] ان بزرگان کی آپ پسند نہ تھے [illegible] اطاعت کیوں اختیار کی [illegible] بزرگان کی عزت کی [illegible] منبر پر ان بزرگان کی تعریف [illegible] کر کے ان کی صداقت پر مہر ثبت [illegible] آپ کے ہی صاحبزادہ حضرت [illegible] اللہ تعالیٰ عنہ نے جب [illegible] خلافت کا مستحق نہیں ہے [illegible] کہہ اور [illegible] کی [illegible] پیش کر دیں [illegible] بیعت کر لی۔ ان تمام حقائق کے [illegible] شیعہ حضرات کا خلفاء ثلاثہ پر تبرا [illegible] ٹھنڈے ہو کے سوچ سمجھ [illegible]

شیعہ دوست [illegible] کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

خاکسار نے عرض کیا کہ [illegible] [illegible] حضرت علی [illegible] [illegible]

پھر حضرت [illegible] خلیفۃ المسلمین [illegible] وقت آپ [illegible] [illegible] حضرت علی رضی [illegible] فیصلہ پر [illegible]

اللہ تعالیٰ کے فضل [illegible] مطمئن ہو گئے۔ انہیں اور [illegible] کو بہت سا لٹریچر دیا گیا۔ اور [illegible] تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے متعدد مسلمان اور غیر مسلم حضرات [illegible] تک [illegible] الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک [illegible] محترم اختر احمد صاحب [illegible] پٹنہ کالج کے [illegible] پہنچ گیا۔

نماز مغرب سے قبل [illegible] [illegible] صاحب [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible] اساتذہ کرام [illegible]

[illegible]

لیکن اب ان پر حضرت [illegible]

انہوں نے تبلیغ ... کہ ایسی مفصل اور مدلل تقریر ... ہم نے کبھی نہیں سنی تھی اور موصوف نے کہا یہ چیلنج کوئی غیر احمدی عالم توڑ نہیں سکتا۔ بہرحال مکرم بیدل صاحب احمدیت سے کافی متاثر ہیں ان دنوں کچھ بیمار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفا بخشے۔ آمین۔

ان لوگوں کی خدمت میں احمدیہ لٹریچر پیش کیا گیا ہے جو حاضرین نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

۲۸ر کی صبح کو جناب اختر صاحب اور خاکسار محلہ ورکاوہ میں پہنچے۔ یہاں جالندھر کے ایک احمدی دوست مکرم محمد نور صاحب موجود ہیں۔ آپ سے ملاقات کی۔ موصوف ضعیف العمر بزرگ ہیں۔ تجارت ... کبھی آنکھ ... کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔ اس محلہ میں جناب اختر صاحب کے اساتذہ کرام میں سے ایک جناب الحاج حافظ شمس الدین صاحب شمس منیری کا بنگلہ ہے۔ موصوف نہایت تپاک سے ملے۔ جناب اختر صاحب نے موصوف کی خدمت میں تفسیر صغیر کا گرانقدر تحفہ اپنی طرف سے پیش کیا۔ یہ تحفہ درحقیقت جناب منیری صاحب نے ... سے طلب کیا تھا یہ کہتے ہوئے کہ عمر کے ان آخری ... میں تفسیر صغیر سے ہی تلاوت کرنے کی خواہش ہے۔ تحفہ پاکر آپ بہت مسرور ہوئے۔ ... دریافت کیا۔ اختر صاحب نے فرمایا کہ یہ میری طرف سے تحفہ ہے ... گھنٹہ تک تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ موصوف بڑی توجہ سے سنتے رہے۔ دوران تبلیغ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب کا جو بھی تذکرہ آیا آپ نے برملا وفات مسیح کا اظہار فرما دیا اور فرمایا کہ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خود قرآن کریم میں "توفی" اور "متوفی" کے الفاظ موجود ہیں تو ایسی صورت میں "وفات مسیح" میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کا درس بھی دیا گیا۔ آخر میں جناب شمس منیری صاحب نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے مکان پر آپ کی آمد میرے اس پورے گھر کے لئے سعادت و برکت ہوگی۔

آرہ

۲۹ر کو دن ... خاکسار آرہ پہنچ گیا۔ مکرم ڈاکٹر شاہ شمیم احمد صاحب کی کوٹھی میں قیام رہا۔ یہاں کے احمدی احباب ڈاکٹر ... معروف اور مکرم شاہ تسنیم احمد صاحب ... سے ملاقات ہوئی۔ بفضلہ ... نوجوانوں کو تبلیغ کی گئی۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند نوجوان احمدیت سے بہت قریب ہیں۔ یہ سب لوگ بڑی دلچسپی سے باتیں سنتے ہیں۔ امید ہے کہ ان میں سے بعض نوجوان عنقریب بیعت کر لیں گے۔ زبانی تبلیغ اور تقسیم لٹریچر کا سلسلہ جاری رہا۔

۳۰ر کی صبح کو ایک زیر تبلیغ نوجوان ایک مولوی صاحب کو اپنے ساتھ لے آئے جن کی تعلیم مولوی عالم تک بتائی جاتی ہے۔ تبادلہ خیالات ... ہی شروع ہوا۔ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق خاکسار نے بتایا کہ اہل سنت اور جماعت احمدیہ کے مابین مسئلہ ختم نبوت کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک نزاع لفظی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فریقین تسلیم کرتے ہیں۔ اصل اختلاف یہ ہے کہ موعود مسیح حضرت مرزا صاحب علیہ السلام ہیں یا نبی بنی اسرائیل۔ پس یہ شخصیت کے تعین کا اختلاف ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مسیح جن کی آمد کا امت محمدیہ کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ جن کا "امتی نبی" کا ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اس کے مقابل پر غیر احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اسرائیلی نبی زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ وہی دوبارہ امت محمدیہ میں آشامل ہوں گے۔ فریقین کے نزدیک نبی دونوں سچائیاں ہیں بلکہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قسم کا نبی تسلیم نہیں کرتی جس قسم کے نبی پہلے مبعوث ہوا کرتے تھے بلکہ آپ کا دعوےٰ "امتی نبی" ہونے کا ہے لہذا غور طلب بات یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت قائم رہ سکتی ہے جن کی شریعت کتاب قبلہ وغیرہ الگ ہے تو ایک امتی نبی کی آمد سے بدرجہ اولیٰ ختم نبوت قائم رہ سکتی ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کلمہ، قبلہ، قرآن کریم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ اسلامی ارکان کے خود بھی پابند رہے اور حضور کی قائم کردہ جماعت دوسرے مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ پابندی اختیار کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسئلہ ختم نبوت احمدی اور غیر احمدی کے مابین محض ایک لفظی نزاع ہے۔ بلکہ اگر نظر تدبر سے انصاف سے دیکھا جائے تو آج جماعت احمدیہ ہی وہ مقدس جماعت ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔ مولوی صاحب نے قرآن کریم سے "رفع اللہ الیہ" کی آیت پیش کر دی۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔

الجواب۔ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی رفع کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ورفعنا لک ذکرک۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم سمیت آسمان پر "رفع" کے لفظ کی وجہ سے مانا جاتا ہے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بدرجہ اولیٰ زندہ ماننا پڑے گا۔ پھر "الیہ" میں "ہ" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی جانب راجع ہے نہ کہ آسمان کی جانب۔ اور اللہ تعالیٰ تو سب جگہ موجود ہے۔ ... قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہ ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ اس آیت کریمہ کی رو سے اگر بفرض محال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس صورت میں موصوف کے آسمان پر جانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ایک اور سوال

اس موقعہ پر ایک غیر احمدی نوجوان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمدی لوگ عموماً خوشحال ہوتے ہیں۔ خاکسار نے اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام پیش کر دیا کہ:۔

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا" (تذکرہ)

پس یہ امر جہاں صداقت احمدیت کا ایک عظیم الشان نشان ہے وہاں احمدی حضرات کے لئے ایک تربیتی نقطہ بھی پیش کرتا ہے کہ اگر ایک احمدی اپنی دینی دنیوی زندگی میں ترقی چاہتا ہے تو سلسلہ کی خدمت کے لئے وہ اس معیار کی قربانیاں پیش کرے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ درحقیقت وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "دلی محب" ہے۔

آخر میں مکرم مولوی صاحب کی خدمت میں احمدیہ لٹریچر پیش کیا گیا جو انہوں نے بعد شوق مطالعہ کے وعدہ کے ساتھ قبول کیا

بعد نماز مغرب مکرم ڈاکٹر صاحب کے آبائی مکان میں "یوم خلافت" کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جسے خاکسار نے خطاب کیا۔ مسئلہ خلافت کی اہمیت و ضرورت۔ خلافت راشدہ اولیٰ اور خلافت راشدہ ثانیہ کی برکات کو بیان کیا۔ اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت بابرکت تحریکات کا ذکر کیا۔ بعد دعا اجلاس برخاست ہوا۔ یہ اجلاس مکرم ڈاکٹر شاہ شمیم احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ بعض غیر احمدی دوست بھی اجلاس میں شریک ہوئے۔

۳۱ر کو بچوں کی تربیت اور ان کو وقف جدید کی اہمیت بتانے کے لئے ایک پروگرام بنایا گیا۔ چنانچہ وعدہ جات بھی ہوئے اور بچوں نے اپنے وعدوں کا ایک حصہ نقد بھی ادا کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بچوں کی خواہش کے مطابق حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کو ایک قصہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ جسے سن کر بچے بہت خوش ہوئے۔ بعد نماز مغرب پھر بعض لوگوں کو تبلیغ کی گئی اور لٹریچر پیش کیا گیا۔

یکم جون کو نماز فجر کے بعد مکرم ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر سورۃ فاتحہ کی تشریح اور تفسیر کی صورت میں درس دیا گیا اور اسی روز صبح پونے آٹھ بجے ارول جانے کے لئے روانہ ہو گیا۔ (باقی پھر)

اظہار تشکر و درخواست دعا

میرا بڑا لڑکا ڈاکٹر محسن احمد تین سال انگلستان میں رہ کر تعلیم حاصل کرتا رہا۔ اور اب اس ماہ عزیز نے M.R.C.P. کا امتحان پاس کیا ہے۔

دوسرا لڑکا منور احمد کیمبرج میں بی۔ ایس۔ سی کے بعد ڈپلوما کے لئے گیا تھا وہ بھی امتحان میں بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گیا ہے

میں احباب جماعت کی بہت شکرگذار ہوں وہ میرے دونوں بچوں کے لئے دعا کرتے رہے ہیں۔ عزیز منور احمد کے لئے مزید درخواست ہے کہ عزیز کو پی۔ ایچ۔ ڈی میں سکالرشپ کے ساتھ داخلہ مل جانے کیلئے بھی دعا فرمائیں۔ عاجزہ نے سلسلہ کو ... روپے شکرانہ خدمت میں بھیجے ہیں۔

خاکسارہ صابرہ بیگم اندورین۔

سو فی صدی چندہ ادا کرنے والی جماعتیں

آمد کی صحیح تشخیص اور وصولی بقایاجات کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے

گذشتہ مالی سال ۱۹۶۶-۶۷ء میں جن جماعتوں نے اپنے ذمہ متوقع بجٹ لازمی چندہ جات کی سو فی صدی ادائیگی کی ہے یا جن کی وصولی کم از کم ۸۰ فیصدی تک ہوئی ہے کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سو فیصدی:- سردار نگر۔ کالی پورہ۔ مظفر پور۔ آڑھا۔ ٹیلی چری۔ سورو۔ ممبئی نگر۔ بادگیسر۔ موگرال۔ کوڈیا کفور۔ بھوں۔ آرہ۔ فیض آباد۔ پیلی بھیت۔ کیرولی۔ سیتے پور۔ راٹھیہ۔

۸۰ فی صدی تا ۹۹ فی صدی:- علی پور کھیڑہ۔ پٹنہ۔ مونگھیر۔ کلکتہ۔ کرولی اپلی۔ بنگال کوڈیلہ۔ کیرنگ۔ شیموگہ۔ کالیکٹ۔ کیرہ لائی۔ یاڑی پورہ۔ سلواہ۔ کٹک۔ نندگرہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کے احباب، عہدیداران کو ان کے تعاون اور کوشش کا بہترین اجر عطا فرمائے اور آئندہ بھی پہلے سے بڑھ کر خدمت سلسلہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

جن جماعتوں نے گذشتہ مالی سال میں اپنے ذمہ کا سو فی صدی لازمی چندہ جات بجٹ ادا نہیں کیا ان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی مالی ذمہ داری کا بہتر احساس پیدا کر کے گذشتہ کوتاہی کا ازالہ فرمائیں اور احسانات کا عملی طور پر ثبوت دیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔

یکم مئی ۱۹۶۷ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے اور جملہ جماعتوں کو ان کے بجٹ وصولی اور بقایا سال گذشتہ کی پوزیشن سے اطلاع دیتے ہوئے نئے سال کا بجٹ بھجوایا جا چکا ہے۔

اب تک ابتدائی ڈیڑھ ماہ کی وصولی چندہ جات کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے ظاہر ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے ادائیگی چندہ جات کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی۔

امسال صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ آمد و خرچ کی منظوری کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر آمد بڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہو سکتا ہے جبکہ جماعت کے تمام دوست اپنا بجٹ چندہ اصل آمد کے مطابق تشخیص کروائیں۔ اور اس کی سو فی صدی کی طرف توجہ دے کر مرکز کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

جملہ عہدیداران جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے ذمہ بقایا چندہ جات کا جائزہ لے کر خاص طور پر کوشش فرمائیں کہ ان کے ذمہ سہ ماہی اول کی وصولی نسبتی بجٹ کے مطابق سو فی صدی پوری ہو جائے۔ نیز مبلغین صاحبان کو بھی چاہیئے کہ وہ مرکزی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے اپنے حلقہ میں مالی امور کے متعلق تحریک کر کے احباب جماعت کو بیدار کریں۔ تاکہ سب کی باہمی کوشش اور توجہ سے مرکز کی مالی مشکلات دور ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

(۱) ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ اسلام کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے

(۲) 〃 〃 خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ قرآن کریم کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے۔

(۳) 〃 〃 خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنا تمہارا کام ہے۔

یہ اتنا عظیم الشان کام ہے کہ اس کے لئے ہماری کوششیں ناکافی ہونی چاہئیں اگر ہم نے اپنی طرف سے تمام طاقتیں صرف کر دیں۔ تو باقی کمی خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پوری کر دے گا۔ (الفضل ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

یہ ظاہر ہے کہ یہ کام تحریک جدید کے ذریعہ سے ہی احسن طریق سے انجام دیئے جا رہے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا تمام جماعتوں کے تمام افراد اس اہم تحریک میں حصہ لے رہے ہیں اس کا جائزہ لینے سے معلوم ہوگا کہ ابھی ہماری کوششیں اس حد تک نہیں پہنچ سکیں کہ باقی کمی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کر دے۔ کیونکہ دفتر دوم کے احباب کا زیادہ تر رجحان قلیل ترین شرح یعنی ۱۲ روپیہ سالانہ سے بھی کم کی طرف ہے اگر صرف قلیل ترین شرح کو ہی تمام احباب اپنا لیں۔ تو تحریک جدید کے دفتر دوم کے وعدہ جات میں بہت اضافہ ہو سکتا ہے لیکن یہ معیار تو مالی لحاظ سے اعتبار درجہ کے کم حیثیت افراد کے لئے ہے۔ صاحب حیثیت احباب تو ان سے کہیں زیادہ کی توفیق رکھتے ہیں۔

اسی طرح سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر سوم کا اجراء نومبر ۱۹۶۵ء سے کر کے باقی افراد کے لئے بھی جو کسی وجہ سے اب تک اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے ثواب حاصل کرنے کا موقع مہیا فرمایا ہے۔ لیکن دفتر سوم کی طرف ابھی تک عہدیداران جماعت نے پوری توجہ نہیں کی۔ اس لئے اس کے وعدہ جات ابھی قلیل تعداد میں صرف چند جماعتوں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔ سو احباب کو بہت زیادہ محنت اور توجہ سے تحریک کرنے کی ضرورت ہے۔

اس لئے عہدیداران جماعت مبلغین کرام اور جملہ مخلصین جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس اہم کام کی طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ یہ کام جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے اگر ہم اپنے تمام ذرائع کو بروئے کار لا کر انتہائی معیار قائم کریں گے۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوگی اور جو کمی رہ گئی ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پوری کر دے گا۔ اور دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور پیشگوئی کے مطابق تمام دنیا پر اسلام اور قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے تمام فرائض کو سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

خبریں

نیویارک ۲۶ر جون - وزیر اعظم روس مسٹر کوسی گن نے ماسکو کو واپس روانہ ہونے سے پہلے ایک پریس کانفرنس میں پھر کہا کہ اتحادی اسمبلی قریب قریب تمام ارکان نے جارحانہ حملہ کرنے کے لئے اسرائیل کی مذمت کی ہے اور روس سے باضابطہ طور پر مانگ کی جاتی ہے کہ وہ اپنی فوجیں اس لائن پر ہٹا لے جس پر ۴ر جون کو یعنی حالیہ جنگ شروع ہونے سے پہلے تھیں۔ آپ نے کہا کہ پہلا اور ضروری قدم فوجیں ہٹانے کا ہے۔ جب تک فوجیں نہیں ہٹتیں جنگ کے دوبارہ چھڑنے کا خطرہ بنا رہے گا کیونکہ اس وقت بھی فریقین کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم نے نیویارک میں تمام عرب ممالک کے نمائندوں کے ساتھ بات چیت کی ہے اور اس بات چیت کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اسرائیلی فوجوں کو پیچھے کیا جائے۔ دوسرے گروپ یعنی امریکہ نے جو تجاویز پیش کی ہیں۔ ان سے بنیادی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اتحادی سبھا کو چاہیئے کہ وہ اسرائیلی فوجوں کو پیچھے ہٹائے۔ میں نے امریکہ کے صدر جانسن کے ساتھ اس معاملہ پر بات چیت کی ہے۔ ہم دونوں نے اپنا اپنا سٹینڈرڈ واضح کیا۔ مگر ہم کسی حل پر متفق نہیں ہو سکے۔ روس کا سٹینڈ یہ ہے کہ اسرائیلی فوجیں فی الفور ہٹائی جائیں۔ اس کے بغیر مشرقی وسطیٰ میں امن نہیں ہو سکتا۔ بہرحال یہ طے پایا ہے کہ اس طرح کے مسائل پر دونوں ملکوں کے وزراء خارجہ آپس میں بات چیت کریں۔

لندن ۲۶ر جون - بھارت کے راشٹرپتی ڈاکٹر ذاکر حسین کینیڈا جاتے ہوئے کل رات لندن رکے۔ ہوائی اڈہ پر برطانیہ کے کامن ویلتھ وزیر۔ بھارت کے قائمقام ہائی کمشنر ڈاکٹر ڈی۔ این چیٹرجی اور دوسرے معززین نے ان کا سواگت کیا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے لندن کے ہوائی اڈہ پر ایک مختصر سی پریس کانفرنس میں کہا کہ ہم قحط سالی سے پیدا شدہ صورت حال کا اچھی طرح سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ خوراک کی صورت قابو میں ہے۔ جہاں ۴۴ ۔ راشٹرپتی کا جہاز لندن کے ہوائی اڈہ پر اترا تو اس وقت بارش ہو رہی تھی لیکن ماسکو کے ہوائی اڈہ پر موسم صاف تھا۔ راشٹرپتی کا جہاز پاکستان۔ افغانستان، روس اور ہالینڈ سے گذر کر لندن پہنچا تھا۔ انہوں نے تمام ممالک سے گذرتے وقت متعلقہ حکومتوں کے سربراہوں کو شکریہ کے پیغامات بھیجے۔

واشنگٹن ۲۶ر جون - امریکہ کے صدر جانسن اور روس کے وزیر اعظم مسٹر کوسی گن میں کل شام دوسری ملاقات ۴½ گھنٹے جاری رہی جس میں مختلف مسائل پر زیادہ تفصیل کے ساتھ تبادلہ خیال ہوا۔ بعد میں دونوں لیڈروں نے اس ملاقات کو مفید بتایا اور کہا کہ ہم نے اہم مسائل کے متعلق براہ راست یا بالواسطہ طور پر رابطہ قائم رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ صدر جانسن نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ دو ملاقاتوں کے نتیجہ میں ہم ایک دوسرے کو زیادہ بہتر سمجھنے لگ گئے ہیں۔ امریکہ کے سرکاری حلقوں نے کل شام بتایا کہ دونوں راہنماؤں کی بات چیت خیرسگالی کے ماحول میں ہوئی ہے تاہم لوگوں کو کسی سمجھوتہ کا اعلان ہونے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ ربوہ کے قافلہ میں شمولیت کے بارہ میں

جن احباب نے جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے لئے قافلہ میں جانے کے واسطے نظارت امور عامہ میں اپنے کوائف بھجوائے ہیں ان کے نام رجسٹر میں درج کر لئے گئے ہیں۔ اور فہرست میں شامل کئے جا رہے ہیں۔

نظارت اس امر کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتی ہے کہ گورنمنٹ کے قانون کے مطابق ایسے دوستوں کو اپنے ضلع وصوبہ میں ہی پاسپورٹ بنوانا ہوگا۔ جس کے لئے انہیں ابھی سے کارروائی شروع کر دینی چاہیئے تاکہ خواہشمند دوستوں کے پاسپورٹ وقت سے پہلے بن جائیں۔ اور وہ قافلہ میں شامل ہو کر جا سکیں۔ یاد رہے کہ جن دوستوں کے پاس پاسپورٹ نہیں ہوں گے۔ وہ انفرادی طور پر بھی نہیں جا سکتے اور قافلہ میں بھی نہیں جا سکتے۔ لہذا ہر خواہشمند کے لئے اپنے ضلع وصوبہ سے پاسپورٹ بنوانا ضروری ہے۔ لہذا نظارت ہذا وزارت خارجہ کو ان احباب کے متعلق چٹھی لکھ رہی ہے۔ اور اس کی نقل متعلقہ صوبہ جات کے وزراء داخلہ کو بھی بھجوا رہی ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ضروری اعلان

ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب درویش کو ان کی بعض بے قاعدگیوں کی بناء پر نظام سلسلہ کی طرف سے قادیان سے مع اہل وعیال چلے جانے اور ان سے قطع کلام کی سزا دی گئی تھی جس کی تعمیل مقررہ میعاد کے اندر انہوں نے نہیں کی۔ لہذا ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب کو بمع اہل وعیال نظام سے الگ کر دیا گیا ہے۔ احباب جماعت مطلع رہیں اور ان سے کسی قسم کا رابطہ نہ رکھیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

نیو دہلی ۲۷ر جون - آج لوک سبھا میں وزیر خارجہ شری سورن سنگھ نے ممبروں کو مشورہ دیا کہ آکسفورڈ ڈکشنری نے پاکستان کی جو وجہ تسمیہ دی ہے اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ ڈکشنری میں اس کی وجہ تسمیہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اس میں لکھا گیا ہے "پی" پنجاب کیلئے "اے" افغانستان کی سرحد کیلئے "کے" کشمیر کیلئے اور "استان" بلوچستان کیلئے استعمال کیا گیا ہے جہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ شری سورن سنگھ نے کہا کہ یہ وجہ تسمیہ بہت ہی مضحکہ خیز ہے اور اسی لئے نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ شری باجپائی نے دریافت کیا کہ آیا ڈکشنری میں پاکستان کی جو تشریح کی گئی ہے اس میں کشمیر بھی شامل ہے اور کیا پبلشروں نے پاکستانی سرکار کے دباؤ میں ایسا کیا ہے۔ شری سورن سنگھ نے جواب دیا کہ حکومت کو اس بارے کوئی اطلاع نہیں کہ آیا ڈکشنری کے پبلشروں نے ایسا پاکستان کے دباؤ میں کیا ہے۔

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کا مالی دورہ

مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال معہ مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق جماعتہائے احمدیہ کشمیر کا مالی دورہ کر رہے ہیں جملہ عہدیداران اور احباب جماعت کو چاہیئے کہ مرکزی وفد سے پورا پورا تعاون فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔ مالی تحریکات میں حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا ثبوت دیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
قادیان	-	-	۲/۷/۶۷	
سرینگر	۳ جولائی شام	۱	۶/۷/۶۷	
شورت	۶	۱	۷	
کنی پورہ	۷	۲	۹	
یاڑی پورہ	۹	۱	۱۰	
چک ایسر تھہ	۱۰	۱	۱۱	
ماندوجن	۱۱	۱	۱۲	
آسنور	۱۲	۲	۱۵	
رشی نگر	۱۵	۲	۱۷	
خوشحال ماتو	۱۷	۲	۱۹	
ہاری پاری گام براستہ اننت ناگ	۲۰	۲	۲۲	
پھوپہ	۲۲	۱	۲۳	
سنڈ بہاری	۲۳	۱	۲۴	
سرینگر	۲۴	۲	۲۶	
بانڈی پورہ	۲۶	۱	۲۷	
سرینگر	۲۸	۱	۲۹	
کٹھوعہ	۲۹	۲	۱/۸/۶۷	
جموں	۱/۸/۶۷	۲	۳/۸/۶۷	
قادیان	۳/۸/۶۷	-	-	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

از دفتر وکیل المال تحریک جدید قادیان

دربارِ خلافتِ ثالثہ کی ایک خاص تحریک ــــ دفترِ سوم تحریکِ جدید کا اجراء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو خطبات میں تحریکِ جدید دفترِ سوم کا اجراء کرتے ہوئے بتایا کہ سو ڈیڑھ سو سال سے عیسائیت اپنے سارے دجل و فریب اور طاقتوں سے اسلام کو نابود کرنے کیلئے کوشاں تھی اور عیسائی منادی سمجھتے تھے کہ مثلاً ہندوستان میں کسی کو بھی مسلمان نظر نہ آئے گا۔ ایسے کٹھن وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپکو زبردست دلائل و معجزات عطا کیئے۔ جن کی تاب نہ لا کر عیسائیت میدان میں پسپا ہونے لگی۔ اس روحانی مہم کو اکنافِ عالم میں چلانے کے لئے الٰہی منشاء سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریکِ جدید کا اجراء فرمایا تھا۔ اس کے دفتر اوّل کے مجاہدین کچھ فوت ہوئے۔ کچھ بوڑھے ہو گئے اور ان کی آمد کم ہو گئی۔ اسلئے تحریکِ جدید کا بذریعہ جاری شدہ خوشکن اور کامیاب اور شاندار کام کو جاری رکھنے کا سارا بوجھ دفترِ دوم کے مجاہدین پر ہے۔
(الفضل ۲۷ اپریل و یکم دسمبر ۱۹۶۶ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفترِ سوم کو یکم نومبر ۱۹۶۵ء سے جاری کرتے ہوئے فرمایا:-

"تمام جماعتوں کو ایک باقاعدہ مہم کے ذریعہ نوجوانوں۔ نئے احمدیوں اور نئے کمانے والوں کو دفترِ سوم میں شمولیت کیلئے تیار کرنا چاہئیے۔۔۔۔۔۔ جہاں ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑھتی ہے۔ اور نئے احمدی ہوتے ہیں۔ وہاں ہزاروں احمدی بھی نئے نئے کمانا شروع کرتے ہیں۔ اسیطرح ہمیں کافی تعداد میں ایسے افراد مل سکتے ہیں۔ جو دفترِ سوم میں شامل ہوں۔"

بھارت میں اس وقت دفترِ سوم کے مجاہدین صرف ڈیڑھ سو ہیں۔ اور ان ہر دو وعدہ جات بھی انکی حیثیت کے مطابق معیاری وعدہ جات نہیں۔ بلکہ بعض کے وعدہ جات تو قلیل ترین شرح مبلغ -/۱۰ روپے سے بھی کم ہیں۔ عہدیداروں کو اس طرف خاص توجہ دینی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے اور جملہ مساعی کو اپنے فضل سے کامیاب اور مبارک کرے۔ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔
(آمین)

والسلام　　خاکسار
ملک صلاح الدین
نائب وکیل المال تحریکِ جدید قادیان
29/6/1967